جلد ۳۴ | ۲۲ ماہ صلح ۱۳۲۵ ھش | ۱۸ صفر ۱۳۶۵ھ | ۲۲ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ ماہ صلح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۲½ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت کل جیسی ہی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں:

حضرت اُم المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خداتعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت بھی آج خداتعالےٰ کے فضل سے بہتر ہے فالحمد للہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے متعلق لاہور سے بذریعہ ڈاک یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ عام طور پر طبیعت اچھی ہے۔ اور رو بصحت ہے۔ البتہ کمزوری زیادہ ہے۔ دوسرا اپریشن کمزوری کے دور ہونے پر ہوگا۔ کرنل بھروچہ دونوں وقت خود سادہ پٹی کرتے ہیں۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں:

آج بعد نماز ظہر جامعہ احمدیہ میں آنریبل ڈاکٹر سر محمد ظفر اللہ خانصاحب نے "طریقہ تعلیم" کے موضوع پر پر از معلومات اور قیمتی لیکچر فرمایا۔ جس میں جملہ مدارس کے طلباء کے علاوہ دیگر اصحاب بھی شامل ہوئے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے معائنہ کے لئے جناب سردار گیان سنگھ صاحب بی اے ایس اسسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بیعت کی حقیقت

(۱) "بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے۔ اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں۔ کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں۔ اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بدقسمت ایسے ہیں۔ کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں۔ جیسے کتّا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں۔ کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۶ و ۸۷)

(۲) "بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے۔ اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں۔ جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے۔ سو بیعت سے یہ غرض ہے۔ کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے۔ کہ تا اس کے عوض میں وہ معارفِ حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے۔ جو موجب معرفت اور نجات اور رضامندی باری تعالےٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کر سکتا ہے۔ بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں۔ جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے۔ کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم اور معارف اور برکات اس کے عوض میں لے۔ جن سے ایمان قوی ہو۔ اور معرفت بڑھے۔ اور خداتعالےٰ سے صاف تعلق پیدا ہو۔ اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو۔ اور دنیوی نابینائی سے شفا پا کر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔"

(ضرورت الامام صفحہ ۲۷)

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: غلام نبی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ صفر ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۲ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش

ایک احمدی مجاہد جسے جاپانی حکام نے پھانسی کی سزا دی

مگر

معین تاریخ آنے سے قبل خدا تعالیٰ نے جاپان کا تختہ الٹ دیا

(از ایڈیٹر)

یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شب و روز کی ان خاص دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ ہمارے تمام مجاہدین خاصکر جزائر شرق الہند کے مجاہدین جنگ کی نہایت ہی ہولناک تباہیوں اور خوفناک بربادیوں کے باوجود زندہ وسلامت رہے۔ ورنہ جیسی جیسی نازک گھڑیاں ان پر آئیں اور جیسے جیسے کٹھن لمحات میں سے وہ گزرے۔ ان کا تصور کر کے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دل دھڑکنے لگتا ہے۔ بے وطن بے یار و مددگار تو وہ تھے ہی۔ جاپانیوں کے آلہ کار بننا بھی وہ جائز نہ سمجھتے تھے۔ اس لئے مخالف علماء نے جہاں جاپانیوں کے ساتھ مل کر اپنی حکومت سے غداری کی۔ وہاں جاپانیوں کے ذریعہ ہمارے مجاہدین کو بھی زیادہ سے زیادہ تکلیفیں پہنچانے حتیٰ کہ ان کی جان تک لینے کی کوششیں کیں لیکن جسے خدا تعالیٰ بچانا چاہے وہ بظاہر حالات کیسا ہی بے بس اور بے کس کیوں نہ ہو۔ دنیا کی بڑی سے بڑی جابر حکومت بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ البتہ اپنی بربادی کو وہ اپنے قریب لا سکتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی اس قدرت نمائی کا تازہ ثبوت مکرم جناب مولوی محمد صادق صاحب احمدی مجاہد مقیم پاڈانگ کے اس خط سے ملتا ہے۔ جو انہوں نے ۲۰ دسمبر کو اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا۔ آپ مخالف علماء کے ظلم و جور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضور اس وقت حالات ملکی نہایت ہی خوفناک ہیں۔ بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے۔ کسی کے مال و جان اور عزت کی کوئی قیمت نہیں۔ اسلئے حضور سے خاص طور پر دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ علماء جو ہمارے دشمن ہیں۔ انہیں اس وقت ہمیں تکلیف دینے کا بہترین موقعہ میسر آ سکتا ہے"۔

اس کے بعد مثال کے طور پر انہوں نے جس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کی ہولناکی کو دیکھئے اور پھر غور فرمایئے۔ کہ کیسے سرسری انداز میں برسبیل تذکرہ بیان کیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

"سماٹرا میں ابھی جاپان حکومت کرتا تھا۔ کہ مخالف علماء کے اشتعال دلانے اور غلط بیانیاں کرنے پر جاپانی حکام نے میرے متعلق موت کی سزا مقرر کر دی۔ اور اس کے لئے ۲۳۔ اگست کا دن بھی معین کر دیا گیا تھا۔ مگر اس تاریخ کے آنے سے قبل ہی خدا تعالیٰ نے جاپان کا بیڑہ غرق کر دیا۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بہت بڑا نشان اس علاقہ کے علماء کے لئے ظاہر کیا۔ مگر یہ علماء ابھی تک اپنے فتنہ سے باز نہیں آتے"۔

ایک ایسا انسان جس سے کوئی چھوٹے سے چھوٹا جرم بھی سرزد نہ ہوا ہو مگر اسے موت کی انتہائی سزا دے دی گئی ہو۔ اور اگر خدانخواستہ جزیرہ سماٹرا سے پھانسی کی معین تاریخ سے قبل جاپانی حکومت کا تختہ نہ الٹ گیا ہوتا تو نہ معلوم کیا ہو چکا ہوتا۔ وہ جب خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید اور نصرت سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔ تو وہ جہاں تک اسکی زندگی کا تعلق ہے۔ اتنے بڑے واقعہ کو بالکل معمولی قرار دے کر اس کا سرسری طور پر ذکر کرتا ہے۔ اور علماء کی شرارتوں کی مثال کے طور پر پیش کر کے اپنے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اور اس واقعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان قرار دے کر خوش ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے ہمارے مجاہد بھائی کو اس وقت دشمن کے خوفناک چنگل سے محفوظ رکھا۔ جبکہ اسکی آواز بھی ہم تک نہ پہنچ سکتی تھی۔ اور دنیوی لحاظ سے کسی قسم کی مدد نہ دی جا سکتی تھی۔ پھر ایسے رنگ میں بچایا۔ کہ ہم کہہ سکتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس غلام کی خاطر پھانسی کی تاریخ آنے سے قبل ہی خدا تعالیٰ نے جاپان کی ساری حکومت پر بربادی اور تباہی مسلط کر دی۔

دراصل جماعت احمدیہ کو ایسے ہی جانباز اور جاں نثار مجاہدوں کی ضرورت ہے۔ جن کے پیش نظر یہ بات ہو۔ کہ جب تک میدان تبلیغ میں زندہ ہیں غازی ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی رنگ میں بلاوا آ جائیگا تو ہم شہادت کا درجہ حاصل کر لینگے۔ اور یہ نہایت ہی خوشی اور فخر کا مقام ہے۔ کہ ہمارے تمام مجاہدین اسی جذبہ اور ارادہ کے ساتھ میدان تبلیغ میں جاتے اور وہاں جدوجہد کرتے ہیں۔

ہم مکرم جناب مولوی محمد صادق صاحب کو تمام جماعت کی طرف سے مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے نہ صرف ان کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ بلکہ جو لوگ ان کی جان لینا چاہتے تھے۔ ان کو ذلیل و خوار تباہ و برباد کر دیا۔ نیز ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمات دین سرانجام دینے کی توفیق عطا فرماتے ہوئے مخالفین کے شر سے بچائے۔

دعوت عمل

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات کے مطابق جو حضور خطبات میں فرماتے رہتے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کے زیر اہتمام تینتیسواں وقار عمل بروز جمعہ مورخہ ۲۵ صلح ۱۳۲۵ ہش / جنوری ۱۹۴۶ء بوقت ۸½ بجے صبح بمقام فضل عمر تجرباتی فارم نزد محلہ دارالسعۃ منایا جا رہا ہے۔ اس میں کسی کو کلام نہیں کہ وقار عمل کی تحریک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمارے فائدہ کے لئے جاری فرمائی ہے۔ اور اس میں شریک ہونا حضور کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ اس لئے تمام اراکین مجالس خدام الاحمدیہ قادیان اور دیگر احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر حاضر ہو کر وقار عمل میں شریک ہوں۔ اور حضور کی آواز پر عملی رنگ میں لبیک کہنے کا ثبوت دیں۔

قائم مقام مہتمم وقار عمل

مخرجین کی شرارت

بعض مخرجین نے نام نہاد سیکرٹری انجمن انصار احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک پوسٹر زیر عنوان قابل توجہ جماعت احمدیہ شائع کیا ہے۔ جسے قادیان اور علاقہ کی مختلف جگہوں میں لگایا گیا ہے۔

اس پوسٹر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بعض حوالہ جات کو اپنے سیاق و سباق سے کاٹ کر اور بعض حوالہ جات کو باہم غلط طور پر جوڑ کر پبلک کو گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ احباب ہوشیار رہیں کہ یہ کارروائی محض چوہدری فتح محمد صاحب سیال امیدوار حلقہ بٹالہ کو نقصان پہنچانے کے لئے کی گئی ہے۔ اور اس فتنہ کی تہ میں بعض دوسرے امیدواروں کا ہاتھ ہے۔ جو ان مخرجین کو اپنے اغراض کا آلہ کار بنا کر چوہدری صاحب کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

بیعت کے عہد کو ہر احمدی دوہرائے

بیعت کرتے ہوئے ہر احمدی یہ عہد اپنے خدا کے حضور کرتا ہے۔ کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کریگا۔ یعنی جب دین کو مال کی ضرورت ہوگی۔ مال دیدیگا۔ جب جان کی ضرورت ہوگی۔ تو جان دیدیگا۔ اسوقت سلسلہ کو مال کی بھی ضرورت ہے۔ اور جان کی بھی ضرورت ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ "اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو دین کی راہ میں اپنا سارا مال خرچ کرنے کو تیار ہیں وہ اپنی جائداد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے چند تازہ رؤیا و کشوف

فرمودہ ۲۰ جنوری ۱۹۴۶ء

مرتبہ:- مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

فرمایا:-

پچھلے ایام میں چونکہ دردوں کی وجہ سے ایسی دوائیں ملتی رہی ہیں۔ جو خواب آور تھیں۔ اس لئے بعض خوابیں جو ان ایام میں آئیں مجھے یاد نہیں رہ سکیں۔ بعض دفعہ تو اسی وقت بھول جاتی تھیں۔ کیونکہ جاگنے کے معاً بعد دوا کے اثر سے پھر نیند آجاتی تھی۔ اور بعض دفعہ صبح تک بھول جاتی تھیں۔ آسمانی انعامات کا سلسلہ بھی جسمانی امور کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ بیماری میں کچھ آرام بھی دے دیتا ہے۔ اور کچھ اپنی قدرت نمائی بھی کر دیتا ہے۔ کہ دیکھو صحت اور سلامتی بھی میرے انعامات میں سے ہے۔ اور روحانی انعامات بھی اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

آج میں نے دو رؤیا دیکھی ہیں جو مجھے پوری طرح تو یاد نہیں رہیں لیکن ان کا کچھ حصہ یاد ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سلسلہ کے ساتھ تعلق ہے۔

ایک لڑکے کا بکواس کرنا اور پتھر پھینکنا

(۱)

میں نے دیکھا کہ میں ایک پہاڑی پر چڑھ رہا ہوں۔ جس وقت میں نے پہاڑی پر چڑھنا شروع کیا۔ تو جیسے پہاڑ میں بعض سڑکیں کوٹھی کی طرف اوپر جاتی ہیں۔ اور نیچے بھی ساتھ ساتھ رستہ جا رہا ہوتا ہے۔ ایسے ہی راستے پر میں چڑھنے لگا ہوں۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک لڑکا جس کے ہاتھ میں دو تین پتھر ہیں جنہیں پنجابی میں کنگھر کہتے ہیں سلسلہ کے خلاف بلند آواز سے کچھ بکواس کرتا جا رہا ہے۔ میرے کان میں اس کی یہ آواز پڑی۔ کہ پہلے مرزا صاحب تو کچھ بولنا جانتے تھے لیکن یہ جو موجودہ ہیں۔ ان کو تو بالکل تقریر کرنی نہیں آتی۔ پھر کچھ اور باتیں اس نے سلسلہ کے خلاف اور میرے خلاف کہیں۔ اس کے بعد اس نے ان پتھروں میں سے جو اس کے ہاتھ میں تھے ایک پتھر اٹھا کر میری طرف پھینکا۔ مگر وہ میرے پہلو کی طرف سے ہو کر گزر گیا۔ مجھے لگا نہیں۔ پھر اس نے دوسرا پتھر پھینکا وہ بھی مجھے نہیں لگا۔ پھر اس نے تیسرا پتھر پھینکا۔ وہ بھی مجھے نہیں لگا۔ میں سیدھا چلتا چلا گیا اور وہ لڑکا نچلی سڑک پر دوڑتے ہوئے آگے نکل گیا۔ اور کہیں سے چکر کاٹ کر وہ پھر میرے سامنے آگیا۔ اس وقت پھر اس کے ہاتھ میں پتھر ہیں۔ اس وقت کسی نے مجھے آواز دی۔ کہ یہ لڑکا آپ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس دفعہ بھی اس کے پتھر اِدھر اُدھر گرے سوائے ایک کے جسے میں نے اپنے ہاتھوں میں دبوچ لیا۔ پھر میں آگے چل پڑا اور اس لڑکے نے میرا تتبع کیا۔ بعض اور واقعات بھی ہوئے۔ جو مجھے بھول گئے ہیں۔ میں بلندی پر چڑھتے چڑھتے ایک مقام پر پہنچا جو پہاڑ کی چوٹی معلوم ہوتی ہے۔ وہاں میں نے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور چند اور دوست ہیں۔ اور ایک طرف ہمارے گھر کی مستورات بھی معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ واقعہ سنایا۔ کہ اس اس طرح میرے ساتھ رستہ میں ہوا ہے۔ اس وقت خواب میں مجھے باقی واقعات بھی یاد ہیں۔ اور وہ بھی میں نے کسی قدر تفصیل سے سنائے ہیں۔ مگر اب وہ مجھے یاد نہیں اور کچھ حصہ اس واقعہ کا میں خواب میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے جان کے چھوڑ دیا ہے۔ تا کہ بات لمبی نہ ہو جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت پر گراں نہ گزرے۔ اور کچھ حصہ واقعات کا میں خواب میں سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رعب کی وجہ سے مجھے بھول گیا ہے اسی بھولے ہوئے حصہ کے متعلق اس موقعہ پر میں نے ایک بات کہی ہے۔ جہیں داتہ جو ضلع ہزارہ میں ہے اس کا ذکر آتا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ عرض کیا ہے۔ کہ یہ بات داتہ میں ہوئی۔ یا داتہ کے کسی آدمی نے کی ہے۔ کیونکہ اس وقت تک خواب میں اس گزشتہ واقعہ کو واقعہ سمجھتا ہوں خواب نہیں سمجھتا۔ میری اس بات پر کسی حاضر مجلس نے آگے سے یہ کہا ہے۔ کہ یہ وہی جگہ ہے جہاں مولوی محمد یحییٰ صاحب ہوتے تھے اس پر میں نے کہا لو آپ نے یاد دلا دیا۔ میں نے مولوی محمد یحییٰ صاحب دیپ گراں والوں کا تو اس موقعہ پر ذکر کیا تھا۔ گویا میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ چونکہ مولوی محمد یحییٰ صاحب بھی ضلع ہزارہ کے تھے۔ اس لئے ان کا بھی اس واقعہ سے تعلق ہے اس بناء پر میں کہتا ہوں۔ میں نے خواب میں مولوی محمد یحییٰ صاحب دیپ گراں والوں کا بھی نام لیا تھا۔ اس موقعہ پر میں اس واقعہ کو خواب سمجھنے لگ جاتا ہوں۔ اور یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ خواب تھی۔ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نتائج کے لحاظ سے اس خواب کو اچھا سمجھتے ہیں۔ یا تو اس بناء پر کہ ایک دشمن نے حملے کئے۔ اور میں محفوظ رہا۔ یا ان حصوں کی بناء پر جو مجھے اس وقت یاد تھے۔ اب یاد نہیں۔ آپ کچھ مسکرائے۔ اور کچھ اس پر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ کہ اچھی خواب ہے۔

اس کے بعد میرا ارادہ یہ ہوا کہ دوسرے حصہ میں گھر کی طرف جاؤں۔ جہاں مستورات ہیں۔ میں نے پاؤں میں جوتا پہننا چاہا ہے۔ جو مجھے انگریزی بوٹ معلوم ہوتا ہے۔ جب جوتا پکڑنے اور اس کو پاؤں کے قریب کرنے کے لئے جھکا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تیزی سے جھک کر ایک پاؤں جوتے کا میرے پاؤں کے آگے کرنا چاہا۔ مجھ پر اس وقت بڑی ندامت اور شرمندگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر بوٹ کا ایک پاؤں جو آپ کے ہاتھ میں تھا لے لیا اور دوسرے ہاتھ سے دوسرا پاؤں جلدی سے اپنے قریب کر لیا۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں اس کے متعلق بھی ہاتھ بڑھانے کا خیال نہ فرمائیں جب میں بوٹ پہن کر کھڑا ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کھڑے ہو کر دروازہ کے پاس تشریف لے آئے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بھی کمرہ سے باہر تشریف لانا چاہتے ہیں۔

اس پر میں نے آپ کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں مگر آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور ہاتھ سے میری طرف اشارہ کیا کہ تم پہلے چلو۔ اس پر پھر میرے دل میں نہایت ہی ندامت اور حیا پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے آگے چلنے کے لئے فرما رہے ہیں اور میں نے عاجزانہ طور پر خواہش کی کہ آپ پہلے تشریف لے چلیں مگر میرے اس اصرار پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور پھر جلدی سے ہاتھ آگے کو مارا کہ پہلے تم چلو چنانچہ میں کمرے سے باہر آگیا اور پیچھے پیچھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کمرے سے نکلے۔ باہر آکر میں نے وہی خواب کسی شخص کو سنانی شروع کی اور اسی میں میری آنکھ کھل گئی۔

سیدہ ام طاہر صاحبہؓ اور سیدہ امۃ الحی صاحبہؓ کا تشریف لانا

(۲)

دوسری رؤیا میں نے یہ دیکھی کہ ایک مکان ہے۔ جسے میں گھر کی طرح اپنا مکان ہی سمجھتا ہوں۔ اس کے بعض کمرے ہمارے گھر کے کمروں کے مشابہ ہیں اور بعض نہیں مگر ایسے کشادہ کمرے ہیں جیسے شاہی قلعوں کے کمرے ہوتے ہیں یا ہال ہوتے ہیں۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ام طاہرؓ اور امۃ الحیؓ مرحومہ دونوں گھر میں آئی ہوئی ہیں اور ام المومنین کے پاس بیٹھی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے حیا کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے دونوں مجھ سے کچھ جھجکتی ہیں۔ امۃ الحی مرحومہؓ تو اتنے میں کھسک کر کسی اور طرف چلی گئیں۔ میں نے غالباً ان کو دیکھا نہیں مگر ام طاہرؓ کو دیکھا ہے۔ اس پر میں نے اُن سے پوچھا کہ امۃ الحی کہاں ہے۔ انہوں نے کچھ ایسا جواب دیا ہے کہ پتہ نہیں کہاں ہے۔ یا یہیں ہونگی اسی قسم کا مشتبہ سا جواب ہے۔ میں امۃ الحیؓ کی تلاش میں گھر کے دوسرے کمروں کی طرف چل پڑا ہوں۔ آخر مختلف کمروں میں سے گذرتے ہوئے بڑے بڑے وسیع کمرے ہیں میں ایک کمرے میں پہنچا۔ جو کسی زمانے میں امۃ الحی مرحومہؓ کے کام میں ہی آیا کرتا تھا۔ کمرہ تو وہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بڑا ہے۔ اور کچھ شکل اسکی بدلی ہوئی ہے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ دو چار پائیاں بچھی ہوئی ہیں ایک چار پائی پر ایک عورت لیٹی ہوئی ہے۔ جس کا مونہہ دیوار کی طرف ہے جب میں اس کے قریب گیا تو میں نے سر اور کانوں اور گردن سے پہچانا کہ یہ امۃ الحیؓ ہے مگر میں نے مناسب نہ سمجھا کہ انہیں سوتے ہوئے جگاؤں۔ دوسری چار پائی پر میں نے اپنی لڑکی امۃ الحکیم کو لیٹے ہوئے دیکھا۔ جب میں امۃ الحی کی طرف گیا تو امۃ الحکیم وہاں سے بھاگ کر دوسرے کمرہ کی طرف چلی گئی۔ اس پر میں بھی پاس ہی ایک بڑے ہال کی طرف آیا۔ جہاں ام المومنین بھی ہیں ام طاہرؓ بھی ہیں اور گھر کی دوسری عورتیں بھی ہیں۔ میں نے ام طاہرؓ سے کہا کہ تم نے تو مشتبہ جواب دیا تھا مگر میں نے آخر امۃ الحیؓ کو ڈھونڈ لیا اتنے عرصہ میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ امۃ الحیؓ وہاں سے اٹھ کر پھر کہیں ادھر اُدھر ہو گئی ہیں اس پر میں نے کہا اب امۃ الحیؓ کہاں گئی ہیں تو نہ معلوم ام طاہرؓ نے یا کسی اور نے جواب دیا کہ وہ اپنی اماں کے ہاں ملنے گئی ہیں۔ اس پر میں نے کسی کو اُن کے پاس بھیجا کہ آیا میں وہاں ملنے کے لئے آجاؤں یا تم یہاں ملنے کے لئے آؤ گی۔ اس شخص نے واپس آکر جواب دیا کہ امۃ الحی کی طبیعت بیمار ہو گئی ہے۔ اور کچھ دمہ یا دمہ کشی کی سی شکایت بتائی کہ ایسی ان کی حالت ہے۔ سانس کچھ رکتا ہے۔

اسوقت مجھے یہ خیال آیا کہ میں اُن کو دیکھ بھی آؤں اور کوئی ہومیوپیتھک دوا بھی ان کے لئے لے جاؤں۔ میں اپنے دفتر میں آیا ہوں۔ وہاں میری چار پائی کے نیچے ہومیوپیتھک دواؤں کا ڈبہ پڑا ہے۔ دفتر کے کمرے بھی بہت بڑے اور وسیع معلوم ہوتے ہیں میں نے ڈبہ کو کھول کر اس میں سے دوائی نکالنی چاہی تو اتنے میں میری لڑکیاں امۃ الجمیل اور امۃ المتین دونوں کھیلتی اور دوڑتی ہوئی اس کمرہ میں آگئیں اسوقت اس احساس کے ماتحت کہ امۃ الحی اتنی مدت کے بعد واپس آئی ہے۔ اور آتے ہی بیمار ہو گئی ہے۔ دوائی نکالتے وقت مجھ پر کچھ رقت کی حالت طاری ہوئی جب یہ لڑکیاں اندر آئیں تو میں نے حیا سے یہ نہ چاہا کہ اُن پر میری یہ حالت ظاہر ہو اور میں نے اُن کو ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا کہ یہاں سے چلی جاؤ وہ بھاگ کر اندر گھر کی طرف چلی گئیں اور میں اٹھا۔ جب میں اٹھا تو اس وقت بلند آواز سے میری زبان پر قرآن کریم کی یہ دعا جاری ہوئی۔ دوائی کی پڑیہ میرے ہاتھ میں تھی اور میں گھر کی طرف جا رہا تھا۔ اور میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور میری زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ بار بار اور متواتر باچشم گریاں نہایت ہی بلند آواز سے میں یہ دعا پڑھتا چلا جاتا تھا۔

(۳)

مجھے ان خوابوں کے لکھواتے ہوئے ایک کل کی خواب بھی یاد آگئی۔ کل بھی میں نے دیکھا کہ ام طاہر مرحومہؓ اماں جان کے پاس بیٹھی ہیں۔ پھر اٹھ کر اوپر چلی گئی ہیں اور اسی کمرے میں جس میں میں نے آج امۃ الحیؓ مرحومہ کو دیکھا ہے۔ جا کر لیٹ گئیں چونکہ ہمارے گھر کا دستور یہی ہے کہ خواہ ایک لمبا عرصہ شادی پر گذر جائے اپنے بزرگوں کے سامنے بیویوں سے بے تکلف بات نہیں کرتے عام باتیں کر لیتے ہیں۔ لیکن خاص گفتگو یا گھر کے معاملات کے متعلق کوئی تفصیلی باتیں یا ایک دوسرے کی خیریت کے متعلق ایسی گفتگو جس میں زیادہ ہمدردی اور محبت کا لہجہ پایا جائے ہم لوگ نہیں کرتے اسی لئے میں اُن کے پیچھے گیا۔ کہ وہ حضرت ام المومنین کے پاس تھیں اور میں ان سے بات نہیں کر سکتا تھا اور اس نیت سے گیا کہ جا کر اُن سے بات کروں گا۔ میں جب وہاں گیا تو میں نے دیکھا کہ اُس کمرہ میں کوئی عورت چار پائی پر سوئی ہوئی ہے۔ اور ایک اور عورت کونے میں سوئی ہوئی ہے۔ چار پائی کے ساتھ دروازہ مسجد میں کھلتا ہے۔ اور وہ کھلا ہے اور لوگ باہر مسجد میں بیٹھے ہیں۔ یہ خیال کرکے کہ شاید یہ مریم لیٹی ہوئی ہیں میں نے کہا مریم دروازہ کھلا ہے۔ اور سامنے سے نظر پڑتی ہے۔ یہ بہت بری بات ہے۔ یہ بہت بری بات ہے۔ میری اس آواز پر وہ چار پائی پر لیٹی ہوئی عورت اٹھی۔ اس پر معلوم ہوا کہ وہ اجنبی عورت ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مہمان ہے۔ اس وقت میرے دل میں خیال گذرتا ہے۔ کہ مریم نے اس مہمان کو اپنی چار پائی دے دی ہے۔ اور آپ زمین پر کمرے کے ایک گوشہ میں لیٹ گئی ہیں۔ اور یہ جو مسجد کا دروازہ کھول کے بے پردگی ہوئی ہے یہ اس مہمان عورت کی غلطی ہے۔ اس میں مریم کا کوئی دخل نہیں ۔

تعبیر

یہ دو دنوں میں مردوں کا زندہ ہو کر واپس آنا دیکھنا اور پھر امۃ الحی مرحومہ جنہیں میں نے قریباً بیس سال سے رویا میں نہیں دیکھا تھا۔ ان کا رویا میں دیکھنا بتاتا ہے کہ درحقیقت بعض ایسی باتیں ہونے والی ہیں۔ جو جماعت کے لئے نقصان دہ نظر آئیں گی۔ لیکن آخر اللہ تعالیٰ ان میں سے احیاء کا کوئی پہلو پیدا کر دیگا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا کی دعا بھی بتاتی ہے۔ کہ درحقیقت جماعتی اور نظامی امور کی طرف ان خوابوں کا اشارہ ہے۔ ان افراد کی طرف نہیں جن کو خواب میں دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح پہلی خواب جو ہے۔ اس میں دشمن کا حملہ دکھایا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فعل کہ پہلے جوتی اٹھا کر میرے آگے رکھنے کی کوشش کرنا۔ اور پھر میرے کمرہ میں سے نکلتے ہوئے مجھے آگے چلنے کا ارشاد فرمانا اس میں جماعت کی تنظیم اس کے آداب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ نظام سلسلہ کا احترام ایسے رنگ میں کرے۔ جیسا کہ صحابہ و انبیاء کا کرتے چلے آئے ہیں۔ جو لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے۔ وہ درحقیقت مقام نبوت کے سمجھنے سے ہی عاری ہیں۔ خواہ منہ سے نبی نبی کی رٹ لگاتے رہیں :

اعلان برائے فراہمی چندہ مسجد کراچی

پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ کراچی کو کراچی مسجد کے لئے سندھ کی جماعتوں سے اور اسٹیٹوں سے جو صوبہ سندھ میں واقع ہیں۔ نیز عراق اور ایران کی جماعتوں سے اور کراچی کے پرانے ممبروں سے چندہ فراہم کرنے کی اجازت دی جاتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ مرکز کے لازمی چندوں یعنی چندہ عام۔ حصہ آمد۔ چندہ جلسہ سالانہ پر مخالف اثر نہ پڑے۔ اور ایسے اصحاب سے وصول نہ کیا جائے۔ جو لازمی چندوں کے بقایا دار ہوں۔ جب تک کہ وہ لازمی چندے ادا نہ کر دیں۔ نیز یہ کہ آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھا جائے۔ ناظر بیت المال قادیان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا عدیم المثال فہم قرآن

بالمقابل تفسیر نویسی اور مولوی ثناء اللہ صاحب

روشنی را قدر از تاریکی است تیرگی ؛ وز جہالت ہاست عز و فر عقل تام را
(حضرت مسیح موعود)

قرآن کریم میں سچے دین کے متبع اور اس کے منکر کی مثال اندھے اور سجاکھے بہرے اور سننے والے سے دی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا مثل الفریقین کالاعمٰی والاصم والبصیر والسمیع ھل یستویان مثلاً افلا تذکرون (ھود ع ۲) یعنی دونوں گروہوں کی حالت ایک اندھے اور بہرے اور ایک بینا اور خوب سننے والے کی حالت کی طرح ہے۔ کیا ان دونوں کی حالت برابر ہو سکتی ہے۔ کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے۔ اندھے اور سوجاکھے میں فرق بیان کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "بینا تو نور کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن اندھا نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح جو خدا تعالیٰ کی محبت رکھنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کلام کو پہچان لیتے ہیں۔ لیکن دوسرے نہیں پہچان سکتے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ اندھا فوراً اپنی مقصود چیز تک نہیں پہونچ سکتا۔ بلکہ ٹھوکریں کھاتا ہوا۔ اور ٹٹولتا ہوا پہنچتا ہے۔ اس کے برخلاف بینا اپنی مقصود چیز تک فوراً پہونچ جاتا ہے تیسرا فرق یہ ہے کہ مقابلہ کے وقت اندھا اپنے اور پرائے میں فرق نہیں کر سکتا۔ بالکل ممکن ہے کہ اپنے ساتھی ہی کو مار بیٹھے لیکن بینا یعنی آنکھوں والا دشمن کو دیکھ کر اس پر حملہ کرتا ہے" (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۱۷۱)

اس تشریح کے مطابق ۱۱ر جنوری ۱۹۴۶ء کے الفضل میں مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی تفسیر سے مقابلہ کرتے ہوئے یہ دکھایا جا چکا ہے۔ کہ جس آیت سے حضور ایک بینا انسان کیطرح معارف کے موتی اور ہیرے نکال نکال کر ڈھیر لگا رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا حضور گنج بخش ہیں۔ جو جواہرات کا خزانہ لٹا رہے ہیں۔ مگر اسی آیت کے قریب سے مولوی صاحب منہ اٹھاتے ہوئے اس طرح گزر گئے ہیں۔ کہ گویا وہاں کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں۔ جو جاذب نظر ہو۔

صحبت امروزہ میں صرف ایک آیت کا تفسیری مقابلہ کر کے یہ دکھایا جائیگا۔ کہ مولوی صاحب باوجود بہت سی جدوجہد کے پھر بھی اپنی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکے۔ حالانکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے نہ صرف ایک ہی جست میں خود منزل مقصود کو پالیا ہے۔ بلکہ حضور ایسے مقام پر کھڑے ہیں۔ جسے روشنی کا مینار کہنا چاہیئے۔ اور جس کی غرض ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ جہازوں کو ہلاکت آفرین چٹانوں اور موجوں کے ہولناک تھپیڑوں سے بچایا جائے مبارک وہ جو اس روشنی کے مینار سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جانوں پر ترس کھائیں۔ الٰہی تو اپنے فضل سے ایک طرف اس چشمہ فیض میں زیادہ سے زیادہ برکت ڈال۔ اور دوسری طرف دنیا کو یہ نور دیکھنے والی آنکھ عطا فرما۔ تا اسکے دکھوں کا صحیح علاج اور زمین و آسمان میں تیرا اور صرف تیرا ہی راج ہو آمین ثم آمین۔

ایک اور آیت کی تفسیر ثنائی

مولوی ثناء اللہ صاحب تفسیر ثنائی جلد چہارم صفحہ ۱۴۰/۱۷۸ پر مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

ولقد جعلنا فی السماء بروجاً و زیناھا للناظرین۔ وحفظنٰھا من کل شیطٰن الرجیم۔ الا من استرق السمع فاتبعہ شھاب مبین۔ تفسیر۔ ہم نے آسمانوں میں چاند سورج وغیرہ سیاروں وغیرہ کے لئے منزلیں بنائی ہیں۔ جن میں وہ گھومتے گھومتے انسانوں کی نظروں میں دور نزدیک نظر آتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھنے والوں کے لئے آسمان کو مزین کیا۔ وہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ کیسا سجا سجایا ہے۔ کہ گویا رنگین چھینٹ ہے۔ اور ہم نے اس آسمان کو ہر شیطان مردود سے محفوظ بنایا۔ کہ وہ اور اس کی جماعت کا وہاں کوئی تصرف نہیں ہو سکتا ہاں دور سے جو شیطان چوری چوری بات سنے۔ تو فوراً چمکتا ہوا شعلہ اسے جا دباتا ہے"

حاشیہ پر مولوی صاحب رقمطراز ہیں" کہ

وحفظنٰھا من کل شیطٰن الرجیم۔ یہ مضمون خدا تعالیٰ نے کئی ایک آیتوں میں بیان فرمایا ہے سورۂ صافات میں فرمایا ہے۔ انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب۔ وحفظاً من کل شیطان مارد۔ لا یسمعون الی الملأ الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب۔ دحوراً ولھم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شھاب ثاقب۔ ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا اور ہر شیطان سرکش سے محفوظ کیا۔ وہ شیاطین اعلیٰ جماعت کی بات نہیں سن سکتے۔ اور ہر طرف سے دھتکارے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جو کوئی ان میں سے کوئی بات ادھر ادھر سے کچھ سنے تو چمکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ سورہ حم السجدہ میں فرمایا ہے وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً ذالک تقدیر العزیز العلیم۔ ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا۔ اور ہر شیطان سرکش سے محفوظ بنایا۔ یہ اندازہ ایک غالب علم والے کا ہے۔ سورہ ملک میں فرمایا۔ ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا۔ اور ان کو شیاطین کے لئے رجوم بنایا۔ اور ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار کیا ہے ان سب آیتوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے آسمانوں کو پیدا کیا۔ اور ستاروں سے انکو سجایا۔ کوئی شیطان اوپر کی باتیں نہیں سن سکتا۔ اگر کوئی زیادہ ہی کوشش سے بعجلت دیر تک سننا چاہے۔ تو ستاروں سے انکی سرکوبی کی جاتی ہے۔ جو اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں۔ یہ ہے مختصر مطلب ان آیات کا۔ لیکن اسمیں کئی طرح سے بحث ہے اول یہ کہ شیاطین کس طرح آسمانوں کی یا بالا والوں کی باتیں سنتے ہیں۔ دوم یہ کہ ستاروں کو ان کی سرکوبی کے لئے رجوم بنانے کے کیا معنے ہیں۔ سوم یہ کہ شہاب مبین یا شہاب ثاقب کیا ہے۔ آیا یہ وہی ہے جو رات کو تارا ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ یا کوئی اور چیز ہے

اس کے بعد امر اول کے جواب میں مولوی صاحب نے کہانت کے متعلق ایک طول طویل عربی عبارت مقدمہ ابن خلدون سے نقل کی ہے۔ اور اس کا خلاصہ بالفاظ ذیل دیا ہے۔ "اس تقریر سے ظاہر ہے کہ رجوم اور شہاب مبین یا شہاب ثاقب یہ شعلے نہیں ہیں۔ جو جو آسمان میں بسبب انجرات کے جلتے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ یہ تو اسباب طبیعیہ سے جل جاتے ہیں اور اگست و ستمبر کے مہینوں میں جو بعد برسات اور متصل برسات کے ہوتے ہیں بہ نسبت دیگر دنوں کے بکثرت گرتے ہیں۔ ان کی [illegible] کی وجہ سے خدا نے آسمانی ستاروں کو جو منجمین اور شیاطین کے مزاحم حال ہوتے ہیں شہاب کہا ہے۔ اس امر کا ثبوت خود قرآن شریف میں موجود ہے

کیونکہ ایک جگہ خدا تعالیٰ نے رجوم فرمایا ہے۔ دوسری جگہ پر اتبعہ شہاب ثاقب کہا ہے۔ جو صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ رجوم اور شہاب ثاقب کا مصداق ایک ہی ہے۔ اور سورۃ جن میں اس سے بھی صاف مضمون ہے۔ انا لمسنا السماء فوجدنٰھا ملئت حرسًا شدیدًا وشھبًا و انا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الاٰن یجد لہ شھابًا رصدًا۔ جن کہتے ہیں۔ ہم نے آسمان کو چھوا۔ تو اس کو چوکیداروں اور شعلوں سے خوب مضبوط پایا۔ اور ہم اس سے پہلے اس کے بعض مقامات پر سننے کو بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اب جو سننا چاہے وہ دیکھتا ہے۔ کہ ایک آگ کا شعلہ سا اسکی حفاظت کر رہا ہے۔ پس صاف مضمون ہے۔ کہ جس کو خدا تعالیٰ نے شہاب فرمایا۔ وہ آسمان سے قریب بلکہ متصل ہیں۔ ..... قرآن شریف رجوم اور شہاب ان ستاروں کو کہتا ہے جو آسمان میں گڑے ہوئے ہیں۔ ان نیازک (شعلوں) کو نہیں کہتا۔ رہا یہ سوال کہ شیاطین کی روک ہمیشہ سے ہے جیسا کہ قرآن شریف کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ یا خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے زمانہ سے جیسا کہ سورہ جن کی آیت مرقومہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیشہ سے بندش ہے۔ مگر ہر نبی کے زمانہ نبوت میں خاص اہتمام بندش کا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سورہ جن کی ایک آیت اس مضمون کو بوضاحت بتلاتی ہے۔ جہاں ارشاد ہے۔ فلا یظھر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول۔ خدا غیب کی باتیں کسی کو نہیں بتلایا کرتا ہاں رسولوں کو جنہیں اس نے برگزیدہ کیا ہوتا ہے۔ بتلاتا ہے۔ اور ان کے آگے اور پیچھے بطور حفاظت فرشتوں کو نگہبان بھیجتا ہے۔ تاکہ یہ قطعی طور پر اظہار اس امر کا کرے۔ کہ رسولوں نے اپنے پروردگار کی رسالت پہنچا دی ہے۔ اور جو کچھ ان رسولوں کے پاس کے واقعات ہیں۔ ان سب کو خدا نے گھیرا ہوا ہے۔ اور ہر چیز کو گن رکھا ہے"۔

اس مضمون کو تفصیل سے سمجھنے کے لئے بہت کچھ ریاضت کی ضرورت ہے۔ اگر ریاضت نہ ہوسکے تو احیاء العلوم کا ربع ثالث مطالعہ کرنا چاہئے"۔

اس کے بعد مولوی صاحب نے سرسید احمد خان صاحب کی تفسیر سے کچھ ان کے خیالات کا خلاصہ دیا ہے۔ اور پھر اس خلاصہ پر مندرجہ ذیل اعتراض وارد کیا ہے۔

"مختصر یہ کہ سید صاحب کے نزدیک ان آیتوں میں اس واقعہ کی اصلیت کا ذکر نہیں۔ بلکہ نجومیوں اور رمالوں کی محض نامرادی اور ناکامی سے استعارہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ استعارہ تو کسی مشہور وصف میں ہوتا ہے۔ جیسے کہ بہادر کو شیر یا نادان کو گدھا اور سخی کو حاتم اور خوبرو کو یوسف کہا جائے۔ کیونکہ شیر بہادری میں اور گدھا حماقت میں اور حاتم سخاوت میں اور یوسف خوبروئی میں شہرۂ آفاق ہیں۔ استعارہ کی بنا وصف کی شہرت پر ہے۔ یہ نہ ہوگا کہ بوجھ اٹھانے میں گدھے کے ساتھ اور قحط کا انتظام کرنے میں یوسف کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ کیونکہ یہ دونو وصف ان دونو کے ایسے نہیں کہ ذہن ان سے تبادر کرکے اصل مطلب پر پہنچ سکے۔ پس جب یہ اصول صحیح ہے۔ تو شہاب ثاقب کو محض ناکامی سے استعارہ قرار دینا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ جب تک کہ کوئی شہاب ثاقب کی طرح چمکتا ہوا نور ان کو دریافت کرنے میں مانع نہ ہو۔ کیونکہ شہاب ثاقب میں ناکامی کا وصف اس درجہ مشہور نہیں۔ جیسے شیر کی بہادری اور گدھے کی حماقت۔ باقی ناظرین کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے"۔ (صفحہ ۱۲۹)

اس آیت کی تفسیر میں اگرچہ مولوی صاحب نے مقدور بھر کوشش کی ہے۔ اور علامہ ابن خلدون اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما وسر سید احمد خان صاحب کی مدد سے تفسیر میں پیش آمدہ گتھی کو سلجھانے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ مگر باوجود اس کے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک طرف انہوں نے جو معقول سوالات بغرض بحث اس آیت پر وارد کئے تھے۔ ان کے جواب سے عہدہ برا ہونا تو بڑی بات تھی۔ انہیں چھوا تک نہیں۔ اور دوسری طرف اپنے ناظرین کو نہ صرف یہ مشورہ دے کر کہ "اس مضمون کو تفصیل سے سمجھنے کے لئے بہت کچھ ریاضت کی ضرورت ہے۔ اگر ریاضت نہ ہوسکے تو احیاء العلوم کا ربع ثالث مطالعہ کرنا چاہئے" بلکہ اپنی شکست خوردہ ذہنیت کا ان الفاظ اظہار کرکے کہ:۔

"باقی ناظرین کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے"۔ اپنی قرآن دانی کی رہی سہی لٹیا بھی ڈبو دی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ تفسیر

معزز ناظرین۔ اگر آپ ان آیات مبارکہ کی صحیح تفسیر اور مولوی صاحب کے پیدا کردہ سوالات کے تسلی بخش جوابات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آیئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبان قلم سے تفسیر کبیر جلد سوم ص۵۲۴ تا ص۵۴۱ میں ملاحظہ فرمایئے۔ چونکہ اخبار کا حجم زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے تفسیر کے جستہ جستہ مقامات ہی پیش کئے جاسکتے ہیں۔ جو صاحب سیر حاصل تفصیلات دیکھنا چاہیں۔ وہ اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضور لکھتے ہیں:۔

۱۔ جسمانی اور روحانی نظام میں مماثلت

" قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ظاہری نظام اور روحانی نظام میں ایک شدید مماثلت اور مشابہت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور بار بار روحانی عالم کے سمجھانے کے لئے جسمانی عالم کی مثالیں دیتا ہے۔ کبھی الہام کو پانی کے مشابہ قرار دیکر اس کے اثرات اور کلام الٰہی کے اثرات کی مشابہت کو پیش کرتا ہے۔ کبھی زمین و آسمان کے تعلقات سے روح اور جسم کے تعلقات پر روشنی ڈالتا ہے۔ کبھی روشنی اور آنکھ کے تعلقات سے یہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ اندرونی قابلیتوں کے بغیر صداقت نفع نہیں دیتی۔ غرض بیسیوں بلکہ سینکڑوں سبق جسمانی نظام سے حاصل کرنے کے لئے وہ ہمیں توجہ دلاتا ہے۔ اس آیت میں بھی ایسی ہی مشابہت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ زمین کے رہنے والوں کو ایک آسمان اپنے سروں پر نظر آتا ہے۔ اس میں ستاروں کا ایک نظام ہے جو اپنے اپنے وقت پر اور اپنے اپنے دائرہ میں کام کر رہے ہیں۔ اس نظام کو بدلنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی حفاظت کے سامان موجود ہیں۔ ..... فرماتا ہے۔ کہ جس طرح جسمانی نظام مضبوط بنیادوں پر قائم ہے روحانی نظام بھی مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔ ..... جس طرح ظاہری آسمان کا نچلا حصہ ایک نظام اور اس کے ماتحت کے ستاروں اور سیاروں کا نام ہے۔ اسی طرح روحانی آسمان کا نچلا حصہ بھی ایک نظام اور چند ستاروں کا نام ہے۔ جو روحانی آسمان کی حفاظت کرتے ہیں۔ جس طرح جسمانی ستاروں کے وجود سے جسمانی آسمان کا قیام ہے۔ اسی طرح روحانی ستاروں کے وجود سے روحانی آسمان کا قیام ہے۔ بلکہ جس طرح جسمانی سماء الدنیا ستاروں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور وہی اس کی زینت کا موجب ہیں۔ اسی طرح روحانی سماء الدنیا روحانی ستاروں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور وہی اسکی زینت کا موجب ہیں۔ اور جس طرح جسمانی ستارے سماء الدنیا کی حفاظت کا موجب ہیں۔ کیونکہ وہ اسکے اجزا ہیں۔ اگر ان میں خرابی ہو۔ تو سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ اسی طرح روحانی ستارے روحانی سماء الدنیا کی حفاظت کا موجب ہیں۔ اگر ان میں خرابی ہو۔ تو روحانی سماء الدنیا درہم برہم ہوجائے۔ اس لئے جب کوئی اس میں خرابی پیدا کرنا چاہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر مار پڑتی ہے۔ اور آگ اور پتھر برستے ہیں۔ جیسا کہ رجوم اور شہب کے الفاظ سے بتایا گیا ہے"۔

۲۔ روحانی نظام کی جسمانی نظام سے بہت مشابہت

"اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ قرآن کریم میں روحانی نظام کو جسمانی نظام سے مشابہت دی ہے۔ سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔ یایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا (ع ۶) اے نبی ہم نے تجھے گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسکی طرف بلانیوالا اور روشن سورج بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ دوسری آیات سے ظاہر ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نظام نبوت کے لئے بطور مرکز کے ہیں جس طرح سورج نظام دنیاوی کے لئے بطور مرکز کے ہے۔ پس آپ کو سورج کہہ کر بتایا ہے۔ کہ روحانی آسمان میں تیرے سوا اور ستارے اور چاند بھی ہیں۔ جو سب کے سب تیرے گرد گھومتے ہیں۔ یہ ستارے اور چاند دوسرے انبیاء ہیں۔ جنکی نبوتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور اظلال کے تھیں۔ اور سب نبی آپکے گرد ستاروں کی طرح چکر کھاتے ہیں۔ جس طرح وسیع روحانی نظام میں دوسرے انبیاء رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بمنزلہ ستاروں کے تھے۔ اور آپ ان میں سورج کے طور پر تھے۔ اسی طرح ایک چھوٹے دائرہ میں آپ بمنزلہ سورج کے تھے۔ اور آپ کے صحابہ بمنزلہ ستاروں کے تھے چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب الصحابہ) میرے صحابہ میرے گرد ایسے ہیں جس طرح سورج کے گرد ستارے۔

اور جس طرح ستارے جب تک سورج کے نظام سے وابستہ رہتے ہیں۔ لوگوں کو راہ دکھانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اسی طرح میرے اصحاب میں سے جو میرے نظام سے وابستہ رہیں گے۔ وہ ستاروں کا کام دیں گے۔ جزوی اختلافات کے باوجود ان میں سے جس کی اتباع بھی تم کروگے۔ ہدایت پا جاؤ گے۔

اس امر کا مزید ثبوت کہ نظام کو سورج چاند ستاروں سے مشابہت دی جاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی رویا سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک دن اپنے والد سے کہا۔ یا ابت انی رایت احد عشر کوکباً والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین۔ (یوسف ع $\frac{1}{11}$) اے میرے باپ میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا۔ کہ میری فرمانبرداری میں مشغول ہیں۔ اور اس کی تعبیر آگے چل کر اس طرح بیان ہوئی ہے۔ ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجداً وقال یا ابت ھذا تاویل رءیای من قبل قد جعلھا ربی حقا (یوسف ع $\frac{11}{5}$) یعنی یوسف کے بھائیوں کے آنے کے بعد جب ان کے ماں باپ بھی آگئے۔ اور انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر اپنے پاس بٹھایا۔ اور وہ شکرانہ کے طور پر سجدہ میں گر گئے۔ تو حضرت یوسف نے فرمایا۔ کہ اے میرے باپ یہ میرے اس خواب کی جو میں پہلے زمانہ میں دیکھ چکا ہوں۔ تعبیر ہے۔ میرے رب نے آخر اس خواب کو سچا کر ہی دکھایا۔ کہ باپ ماں اور بھائیوں کو میرے ماتحت علاقہ میں لے آیا۔ اس خواب اور اس کی تعبیر سے جو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ الہامی زبان میں خاندانی یا مذہبی نظام کو نظام شمسی سے مشابہت دی جاتی ہے۔

اور میرے نزدیک آیت زیر بحث میں بھی یہی معنی مراد ہیں۔" (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۵۲۶-۵۲۷)

۳۔ حفاظت کس طرح کی جائیگی

"ظاہری مادی نظام میں جس طرح ایک آسمان ہے۔ یعنی مختلف ستاروں کا ایک مجموعہ ہے۔ اسی طرح روحانی نظام بھی مختلف انبیاء کا ایک مجموعہ ہے۔ اور وہ روحانی آسمان کہلاتا ہے۔ جس طرح ہر ستارہ اپنی اپنی جگہ اس آسمان کے لئے زینت کا موجب ہے۔ اور کشش ثقل کے اصول سے اور دیگر ایسے ذرائع سے جن کا علم شاید بندوں کو ابھی تک حاصل نہیں ہوا۔ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ اسی طرح ہر نبی نظام روحانی کے لئے زینت کا موجب ہے۔ اور اس کی حفاظت کا موجب ہے۔ ایک نبی بھی نہیں جو بے موقع یا بلا ضرورت آیا ہو۔ ہر نبی کا ایک معین کام تھا۔ جو اس کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اور ہر نبی نے آسمان روحانی کی حفاظت کا کام انجام دیا ہے۔ اور کلام الٰہی کی خدمت کی ہے۔ اور اس کی حقیقت اور برتری اور تاثیر کو اپنے وجود سے اور اپنے تابعین کے وجود سے ثابت کیا ہے۔ اور وہ شیطانی صفت لوگ جنہوں نے قدرتی کلام کو بگاڑنا چاہا۔ انہیں شکست دی۔ اور ذلیل کیا۔ گویا وہ ان پر پتھر اور آگ کی طرح گرے۔ اور انہیں ناکام کر دیا۔ اس میں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ جس طرح نظام جسمانی میں شیطانوں کا یعنی برے انسانوں کا زمین پر تو تصرف ہے۔ کہ وہ اس جگہ ظلم اور فساد پیدا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن آسمان پر کوئی تصرف نہیں۔ ظالمانہ طور پر وہ دنیوی نعمتوں پر تو قابض ہو جاتے ہیں۔ لیکن آسمانی نعمتوں جیسے ستاروں کی تاثیرات۔ نور۔ ہوا وغیرہ کے فوائد سے لوگوں کو محروم نہیں کر سکتے۔ اور نہ آسمان پر ان کا کوئی اختیار ہے۔ سورج۔ چاند۔ ستارے ان کے تصرف سے بالا ہیں۔ یہی حال روحانی عالم کا ہے۔ کہ شیطانوں کا کوئی تصرف انبیاء اور ان کے کامل متبعوں پر نہیں ہو سکتا۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان (سورہ حجر ع ۳) میرے کامل بندوں پر تیرا کوئی اثر اور قبضہ نہ ہوگا۔ نیز جس طرح آسمان جسمانی کی نازل کردہ برکات پر شیطانوں کا کوئی تصرف نہیں۔ وہ روشنی ہوا اور تاثیرات سماوی میں کوئی روک نہیں ڈال سکتے۔ اسی طرح روحانی آسمان یعنی انبیاء کے ذریعے سے ظاہر ہونے والے فیض یعنی کلام الٰہی اور معجزات و نشانات پر بھی شیطانوں کو کوئی تصرف حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آسمان روحانی یعنی انبیاء کو اور ان کی تاثیرات کو کلی طور پر شیطانی دخل سے پاک رکھتا ہے۔ یہ گویا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کی تشریح فرماتی ہے۔"

۴۔ استراق سمع کی حقیقت

"اس کے بعد فرماتا ہے۔ "الا من استرق السمع الآیۃ۔ ہاں اگر کوئی سنی سنائی بات چرالے۔ تو اس پر شہاب مبین گرتا ہے۔ اس آیت نے صاف واضح کر دیا۔ کہ یہاں آسمان اور نظام شمسی کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ جسمانی نظام مراد نہیں۔ کیونکہ اول تو سنی سنائی بات کے چرا لینے کا آسمان جسمانی سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرے شہاب کے ساتھ جو مبین کی صفت لگائی ہے۔ اس کا جسمانی شہاب سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ شہاب یا تو آگ کے شعلے کو کہتے ہیں۔ یا وہ روشنی جو آسمان پر نظر آتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسے کوئی ستارہ ٹوٹا۔ ان دونوں چیزوں کے لئے مبین کی صفت بے محل اور بے معنی ہے۔ لیکن اگر روحانی آسمان مراد لیا جائے۔ اور شہاب سے مراد انبیاء لئے جائیں۔ جو آسمانی تائیدات اور نشانات لے کر آتے ہیں۔ اور کلام الٰہی میں رخنہ ڈالنے والوں کے خلاف کام کرتے ہیں۔ تو مبین کی صفت بالکل برمحل اور مناسب حال معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں شہاب کے ساتھ مبین کے لفظ کا استعمال ایک مزید فائدہ کے لئے اور ایک روشن نشان کے معنوں پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام جب تک آسمان پر ہوتا ہے۔ اور جب تک روحانی آسمان کے اجرام یعنی انبیاء پر نازل ہوتا ہے۔ اس وقت تک تو بالکل محفوظ ہوتا ہے۔ لیکن نچلے آسمان پر نازل ہونے کے بعد جب بنی نوع انسان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور مسموعات میں سے ہو جاتا ہے۔ یعنی سنی ہوئی باتوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ پردۂ غیب سے پردۂ شہود پر آجاتا ہے۔ اور لوگ ایک دوسرے کو وہ کلام سنانے لگ جاتے ہیں۔ تو شیطان یعنی انبیاء کے دشمن اس کلام کو چرا لیتے ہیں۔ یعنی بغیر حق کے اس کلام کو لے لیتے ہیں۔ اس کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ تب یا تو وقت کے نبی کی معرفت ان پر آسمانی عذاب نازل ہوتا ہے۔ یا پھر انبیاء اور ان کے اتباع اس کلام کی اصل حقیقت کو دنیا پر ظاہر کر کے چوروں کے فریب کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور وہ ذلت کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور سچائی کی روشنی میں ان چوروں کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں کلام کے چرا لینے سے مراد یہ ہے۔ کہ جس طرح چور ناحق دوسرے کے مال کو لیتا ہے۔ اسی طرح وہ کلام الٰہی کو ناحق لیتے ہیں۔ یعنی اس کے معنوں کو سمجھ کر ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ صرف اس لئے کلام کو اخذ کرتے ہیں۔ تا اس کا ناجائز استعمال کریں۔ اور اس کے غلط معنے کر کے لوگوں کو گمراہ کریں۔ کلام کی چوری کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ انبیاء کی بعض تعلیمات کو اس زمانہ کے لوگ اپنا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ گویا ان کو بھی انہیں علوم پر دسترس ہے۔ جن پر انبیاء کو ہے۔ بلکہ انبیاء نے ان کے علوم چرا لئے ہیں۔ لیکن جس طرح چوری کا لباس پہچانا جاتا ہے۔ وہ چور کے بدن پر ٹھیک نہیں آتا۔ اسی طرح انبیاء کی چوری کی ہوئی تعلیم چونکہ ان چوروں کے دوسرے معتقدات کے ساتھ مطابق نہیں آتی۔ جب انبیاء اور ان کے اتباع ان کی حقیقت کو کھولتے ہیں۔ تو ان کی چوری ظاہر ہو جاتی ہے۔"

استراق سمع کے متعلق ایک وسوسہ کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں الا من استرق السمع یا الا من خطف الخطفۃ فرما کر خود ہی فرما دیا ہے۔ کہ شیطان کچھ سن لیتا ہے یا اچک لیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ الا اللہ تعالیٰ کے فعل کے بارہ میں نہیں۔ بلکہ شیطان کے بارہ میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ فرماتا۔ کہ ہم اپنے کلام کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے کچھ تھوڑے سے کلام کے جو ہم شیطان کو دیدیتے ہیں۔ تب تو یہ جواب صحیح تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طاقت پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ لیکن عبارت یوں نہیں عبارت تو یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تو حفاظت کرتا ہے لیکن شیطان اچک لے جاتا ہے۔ اور یہ معنی نہ صرف نبی اور کلام الٰہی کی شان کے خلاف ہیں۔ بلکہ ان سے تو نعوذ باللہ من ذالک بلکہ ان سے تو نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالیٰ کی بے کسی اور بے بسی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر یہ معنے درست ہوں۔ تو چاہیئے۔ کہ جب کوئی نجومی حساب لگائے۔ اور کوئی زائچہ تجویز کرے۔ اسی وقت شہب آسمان سے گرنے لگیں۔ مگر یہ نہیں ہوتا۔ پس واقعات ان معنوں کو رد کر رہے ہیں۔ دیکھو رات دن ہزاروں نجومی کاہن۔ رمال۔ جفار۔ جوتشی پنڈت اسٹرالوجر اور اسٹرالوجر ان کاموں میں مشغول ہیں۔ اور غیب کی خبریں معلوم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر ان لوگوں کا تعلق شیطانوں سے ہے۔ اور شیطان آسمان سے اچک کر انہیں خبریں بتاتے ہیں۔ تو رات اور دن شہب کی بارش ہوتی رہنی چاہیئے۔"

۵۔ شہاب مبین یا شہاب ثاقب سے مراد

"اوپر کے مضمون سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ان آیات میں ستاروں سے انبیاء مراد ہیں۔ اور شہاب مبین یا شہاب ثاقب سے مراد وقت کا نبی ہے۔ کیونکہ ہر نبی ایک ستارہ ہے۔ اور آسمان روحانی کے لئے زینت کا موجب ہے۔ لیکن ہر نبی ہر وقت شہاب کا کام نہیں دے رہا۔ یعنی وہ شیطان جو دین میں رخنہ اندازی کر رہے ہیں۔ ان کی ہلاکت کا موجب نہیں بن رہا۔ یہ کام صرف وقت کا نبی کرتا ہے۔ یا وہ نبی کرتا ہے۔ جس کی نبوت زندہ ہو۔ اور جس کی شریعت قابل عمل ہو۔ ایسے نبی کی امت میں اگر خرابی پیدا ہو کر دوسرا تابع نبی مبعوث بھی ہو۔ تب بھی چونکہ اس کی قوت قدسیہ اسی تابع نبی کے ذریعے سے کام کر رہی ہوتی ہے۔ وہ شہاب ہی کہلاتا ہے۔ چنانچہ اسی تشریح کے ماتحت حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور دوسرے سابق انبیاء آسمان روحانی کے ستارے تو ہیں۔ مگر شہاب نہیں ہیں۔ کیونکہ اس وقت شیطانوں کے مارنے کے لئے اللہ تعالیٰ انہیں استعمال نہیں کر رہا۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہاب ہیں۔ کیونکہ ان کے اظلال قیامت تک یہ کام کرتے رہیں گے۔"

شہاب کے پیچھے لگنے سے یہ مراد ہے

کہ جب تک کوئی کلام الٰہی زندہ ہوتا ہے - اور الہٰی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ دشمنوں سے اس کی حفاظت کے لئے شہاب یا ستارے یا دوسرے الفاظ میں مامورین بھیجتا رہتا ہے - اور زیر بحث آیات میں قرآن کریم کی حفاظت کے لئے خاص طور پر اس طریق کے استعمال کا وعدہ کیا گیا ہے - اور اس سے زیادہ مضبوط طریق حفاظت کا ناممکن ہے - کیونکہ مامورین نہ صرف نشانات سے شیطانوں کے حملوں سے شریعت حقہ کی حفاظت کرتے ہیں - بلکہ بوجہ الہام سے مؤید ہونے کے ان کی تشریحات سے مومنوں کو کلام الٰہی کے وہ صحیح معنی بھی معلوم ہوتے ہیں - جن کے بارہ میں شک کیا ہی نہیں جا سکتا - اور ان کی وجہ سے وہ ان تفسیری اختلافات سے نجات پا جاتے ہیں جو اس سے پہلے لوگوں کے دلوں کو مشوش کر رہے ہوتے ہیں ۔

ایک سوال اور اس کا جواب

"اس جگہ ایک سوال رہ جاتا ہے - کہ جب غیب کا علم آسمان سے لینا یا آسمان سے خبروں کا سننا جنوں کے لئے ناممکن ہے تو پھر حدیثوں میں جو آتا ہے کہ جن ایک دوسرے پر چڑھ کر آسمان کی خبر سنتے ہیں - اس کا کیا مطلب ہوا -

اس کا جواب یہ ہے - کہ اس سے مراد انبیاء کی باتوں کو سننا ہے - اور ایک دوسرے پر چڑھ کر سننے سے یہ مراد ہے - کہ ائمۃ الکفر خود انبیاء کی مجالس میں حاضر نہیں ہوتے - اور براہ راست اپنے دلوں کے شکوک کو دور نہیں کرواتے - بلکہ ہمیشہ کئی واسطوں اور بزعم خود ہوشیاری سے ان کی تبلیغ اور تعلیم کو معلوم کرتے ہیں - پھر چونکہ اول تو ان کی اپنی نیت خراب ہوتی ہے - دوسرے وہ سنی سنائی باتوں پر اپنی مخالفت کی بنیاد رکھتے ہیں - نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ اس قدر جھوٹ ان کے بیان میں مل جاتا ہے - کہ ایک بات سچی ہو تو سو جھوٹی ہوتی ہیں -

اور یہ جو حدیثوں میں آتا ہے - کہ کبھی شیطان لوگوں تک بات پہنچا دیتے ہیں - اور پھر شہاب ان پر گرتا ہے - اور کبھی بات پہنچانے سے پہلے شہاب ان پر گر جاتا ہے - اس کا مطلب یہ ہے - کہ بعض لوگ نبیوں پر گستاخی کرنے کے جرم میں فوراً پکڑے جاتے ہیں - اور بعض کو حکمت الٰہی لمبی مہلت دے دیتی ہے - اور وہ لوگوں کو خوب بھڑکاتے رہتے ہیں -

خلاصہ یہ کہ :- ان آیات میں کلام الٰہی کی حفاظت کا ذکر ہے - اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ نبی پر کلام کے نازل ہونے تک کوئی اسے معلوم نہیں کر سکتا - جب وہ نازل ہو جاتا ہے - تو پھر شیاطین الانس والجن اسے مختلف ذرائع سے اچک کر اس میں جھوٹ ملا کر لوگوں میں پھیلاتے ہیں - اور نبی کے خلاف انہیں اکساتے ہیں - یہ ظاہر ہے کہ ایسے ہی موقع پر جھوٹ ملانے کا فائدہ ہو سکتا ہے - ورنہ جن آسمان سے غیب سنیں تو وہ پاگل ہیں کہ اس میں جھوٹ ملا کر اپنی عزت کھوئیں - ہاں نبی کے کلام میں اس کے دشمن جھوٹ ملاتے ہیں - تاکہ لوگوں کو جوش دلائیں اور ان کے خلاف اکسائیں - کوئی صحیح حوالہ لیا اس کے غلط معنے کئے - یا ایک ٹکڑا لیا اور سیاق و سباق سے الگ کر کے اس کے مضمون سے لوگوں کو جوش دلایا - یہ نبیوں کے دشمنوں کا روزمرہ کا مشغلہ ہے - اور یہی وہ اچکنا ہے - جسے اللہ تعالےٰ کی مشیت نے جائز رکھا ہے اور اس سے نبی کے مشن کی حفاظت نہیں کی - بلکہ فرماتا ہے - کہ ہم دشمنوں کو اس کا خود موقعہ دیتے ہیں جیسے خود فرمایا وکذالک جعلنا لکل نبی عدواً شیٰطین الانس والجن یوحی بعضھم الیٰ بعض زخرف القول غروراً (انعام ع ۱۴) اور فرماتا ہے - وکذالک جعلنا فی کل قریۃ اکابر مجرمیھا لیمکروا فیھا (انعام ع ۱۵) اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ وہ نبی کے خلاف خوب تدبیریں کرتے ہیں - غرض جہاں کلام الٰہی کو اللہ تعالےٰ کی طرف یہ حفاظت حاصل ہے - کہ اس میں کوئی ظاہری باطنی دشمن تبدیلی نہیں کر سکتا - وہاں اللہ تعالےٰ نے شیطانی لوگوں کو اپنی مصلحت سے اس امر کی اجازت دے رکھی ہے - کہ اس کلام کے غلط معنے لوگوں میں پھیلائیں یا نبی کی وحی کے متعلق جھوٹ بول بول کر لوگوں کو جوش دلائیں - لیکن جب وہ ایسا کر چکتے ہیں تو پھر ان پر آسمان سے شہاب گرتا ہے - اور نبی کے ذریعہ سے ان کے فریب کا پردہ چاک کر دیا جاتا ہے - یہ وہ استثناء ہے - کہ اس سے نہ خدا تعالےٰ کی طاقت پر حرف آتا ہے نہ دین مخدوش ہوتا ہے - کیونکہ اس قسم کی شرارت کو اللہ تعالےٰ نے خود ہی مستثنےٰ کر دیا ہوا ہے نیز اس قسم کی شرارت سے دین میں کچھ حرج نہیں آتا - وہ اپنی جگہ محفوظ رہتا ہے - یہ جھوٹی باتیں صرف دشمنوں میں پھیلائی جاتی ہیں - اور دشمن کی چند روزہ خوشی کا موجب ہوتی ہیں"

۶- شیطان رجیم اور شیطان مارد کا لطیف فرق

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے - کہ قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے - کہ کلام الٰہی کے خلاف اس قسم کی شرارتیں کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں - ایک اندرونی دشمن یعنی منافق - اور ایک بیرونی دشمن - اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے - کہ سورہ حجر اور سورہ ملک میں تو شیطان رجیم کی طرف اس فعل کو منسوب کیا گیا ہے - اور سورہ صافات میں شیطٰن مارد کی طرف - اور لغت میں جہاں رجیم کے معنے دھتکارے ہوئے دور رکھے گئے کے ہیں - وہاں مارد کے معنی باغی کے ہیں - پس سورۃ حجر اور سورہ ملک میں ان دشمنان دین کا ذکر ہے - جو کفار میں سے ہوں یعنی جن کو ظاہر میں بھی اسلام کے قریب آنے کی توفیق نہ ملی ہو - بلکہ وہ اس سے دور رکھے گئے ہوں - اور بتایا ہے کہ ان کے حملوں سے اللہ تعالےٰ قرآن کریم کی حفاظت کرے گا - اور سورۃ صافات میں یہ بتایا ہے - کہ بعض لوگ مسلمان کہلاتے ہوئے بھی نادانستہ یا شرارتاً قرآنی مطالب کو بگاڑ کر پیش کرنے کی کوشش کریں گے - وہ شیطان مارد ہوں گے - یعنے ظاہر میں تو مسلمان کہلائیں گے - لیکن درحقیقت اسلام کے دانستہ یا نادانستہ باغی ہوں گے - ان کے فساد کو بھی اللہ تعالےٰ دور کرے گا - یہ آئندہ کے لئے پیشگوئی ہے - اور بتایا ہے - کہ جب بھی مسلمان قرآنی مطالب کے سمجھنے سے قاصر ہو جائیں گے - اور اس کے مطالب کو بگاڑ دیں گے - اللہ تعالےٰ مامور مبعوث کر کے ان کے شر اور فتنہ سے قرآن کریم کو محفوظ کرے گا فتبارک اللہ احسن الخالقین" (تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۱۴۲)

خاکسار: عطا محمد ریٹائرڈ اورینٹل ٹیچر قادیان

جماعت احمدیہ! میدانِ عمل میں تجھے خدا کا خلیفہ بلاتا ہے

ہمارا جہاد تبلیغ احمدیت و اسلام ہے - اگر کوئی اس جہاد میں حصہ نہیں لیتا - تو ان لوگوں کی طرح ہے جو معمولی عذر سامنے رکھ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہونے والے غزوات میں شریک نہ ہوتے تھے - وہ کون تھے - قرآن نے ان کو کیا نام دیا ہے - کیا آپ کو معلوم ہے ؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج تلوار کا جہاد ممنوع ہے - لیکن احمدی کے لئے تو جہاد کا رستہ اور مجاہد بننے کا رستہ کھلا ہے - یعنی تبلیغ کا رستہ بنی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دے دینا کہ جا تو اور تیرا رب جا کر جنگ و قتال کر - ہم تو یہاں سے ہل نہیں سکتے اسقدر قابل اعتراض نہیں جتنا یہ کہ زبان سے تو دعویٰ کیا جائے کہ ہم ان صحابہ کے مثیل ہیں جنہوں نے کہا - یا رسول اللہ ! سامنے سمندر ہے - حضور حکم فرمائیں تو اس میں بلا توقف گھوڑے ڈال دیں - ہم حضور کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے - دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے - اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا - جب تک وہ ہماری لاشوں کو نہ روندے - لیکن عمل اس کے خلاف ہو - یعنی اپنے عمل سے یہ ثابت کریں - کہ اے خلیفہ کہ جا تو اور تیرے مبلغ تبلیغ کریں - ہم کو تو فلاں مجبوری ہے - فلاں دقت ہے فلاں جگہ کی آب و ہوا موافق نہیں سفر کی تکالیف برداشت نہیں کر سکتے - جس جگہ تبلیغ کے لئے بھجوایا جائے گا - وہاں پہلے رہائش کا انتظام ہونا چاہیئے - وغیرہ وغیرہ - تو یقیناً ہماری حالت بنی اسرائیل سے بھی زیادہ قابل افسوس ہوگی -

آج ہر جماعت یہ کہتی ہے کہ ہمارے علاقہ میں مبلغ بھجوایا جائے - تبلیغ کا میدان بہت وسیع ہے اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے عمل سے یہ کہہ رہے ہیں - کہ خدا کا خلیفہ اپنے آدمی بھیجیگا تو تبلیغ ہو گی - تبلیغی جنگ ہو گی ورنہ ہم کوئی کام نہیں کریں گے -

ورنہ اگر میدان تبلیغ کا وسیع ہے - لوگ ہماری باتیں سننے کے لئے تیار ہیں - تو کیا وجہ ہے - کہ وہی باتیں سن کر - وہی دلائل سن کر جن کو آپ لوگوں نے سنا اور احمدیت قبول کی وہ لوگ احمدیت قبول نہ کریں - کیا آپ نے لغو اور کمزور دلائل سن کر احمدیت قبول کی - اگر ایسا ہے تو بیکار ہے آپ کا دعویٰ احمدیت لیکن جب آپکے پاس صداقت ہے تو پھر آپ کو کس بات کا خدشہ ہے - ہر احمدی اس امر پر غور کرے کہ اگر اس کا پڑوسی - اس کا رشتہ دار - اس کے محلہ والے - اس کے شہر والے سو رہے ہوں - اور مکانات کو آگ لگ رہی ہو - تو کیا وہ خاموش بیٹھا رہیگا کہ میں کیا کروں لوگ سو رہے ہیں - سنتے ہی نہیں - نہیں نہیں بلکہ وہ اگر خدا کا خوف اپنے اندر

رکھنا ہوگا۔ تو ہر گھر میں جاکر سوتے ہوئے پڑوسی۔ رشتہ دار۔ محلہ والے۔ شہر والے کو جھنجھوڑے گا۔ کہ اٹھ تیرا گھر تباہ ہو رہا ہے۔ بعض دفعہ سونے والے جھنجھوڑنے سے اٹھتے ہیں آواز پر نہیں اٹھتے۔ پس اگر لوگ تبلیغ سننے کی طرف توجہ نہ بھی کریں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ان کے پاس جائیں۔ اور بار بار کہیں کہ ہماری بات سنو۔ آخر میدان وسیع کا کیا مطلب ہے۔ ہمارا پڑوسی غیر احمدی رشتہ دار غیر احمدی۔ محلہ والے کثرت سے غیر احمدی۔ شہر والے بے شمار غیر احمدی و غیر مسلم پھر میدان تو بہرحال وسیع ہے۔ صرف اپنے اندر ہوشیاری اور زندگی کی ضرورت ہے۔

ذیل میں پیارے امام پیارے آقا موعود خلیفہ۔ مصلح موعود کان اللّٰہ نزل من السماء کا مصداق کا ارشاد درج کیا جاتا ہے۔ ہر احمدی سے اس پر دیوانہ وار لبیک یا خلیفۃ اللّٰہ کہتے ہوئے آنے کی امید کی جاتی ہے۔

حضور فرماتے ہیں:- "دوسری بات یہ ہے کہ نقطہ نگاہ کی اصلاح کے بعد بیرونی مقابلہ کیلئے تیاری کریں۔ اس کے لئے تمام افراد جماعت کو تبلیغ میں حصہ لینا چاہیئے۔ اگر آج ہم سب یہ فرض ادا کر رہے ہوتے۔ تو پھر الگ مبلغوں کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور جب تک جماعت یہ خیال اپنے دل سے نکال نہیں دیتی۔ کہ تبلیغ کرنا مبلغین کا کام ہے۔ افراد کا کام نہیں۔ اس وقت تک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے میں نے یہ تحریک کی ہے۔ کہ ہر احمدی زندگی کا کچھ حصہ اس کام کے لئے وقف کر دے۔ تا کہ اگر سارے سال میں تبلیغ کرنے میں غفلت ہو گئی ہو۔ تو اس عرصہ میں اس غفلت کا ازالہ کیا جا سکے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ہدایت پر ابھی تک ایک فیصدی حصہ بھی جماعت کا عامل نہیں ہوا۔ اکثر حصہ جماعت کا ایسا ہے جس نے ابھی تک تبلیغ کے لئے وقف اوقات میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ یہ تو میں سمجھ سکتا ہوں کہ جماعت کا ½ حصہ یا ¼ حصہ یا ⅒ حصہ ایسا ہو سکتا ہے۔ جو اپنی مجبوریوں کے ماتحت اپنے اوقات وقف نہ کر سکے۔ لیکن سو میں سے ۹۹ بلکہ اس سے بھی زیادہ حصہ وقف نہ کرے تو اس کے یہی معنے ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم سمجھتے ہیں تبلیغ کرنا ہمارا کام نہیں۔ بلکہ مبلغوں کا کام ہے۔ یا یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں تبلیغ کے لئے کوئی وقت معین کرنے کی ضرورت نہیں۔ روزانہ تو تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ کہنا ان کی غلطی ہوگی۔ انہیں چاہیئے۔ کہ اگر وہ روزانہ تبلیغ کرتے ہیں۔ تو نیکی میں اور ترقی کریں۔ ایسے لوگ اگر اس تحریک میں حصہ نہ لیں گے۔ تو ان کے ارد گرد کے لوگ سمجھیں گے۔ کہ اس تحریک میں حصہ لینا کوئی اتنا ضروری نہیں ہے۔ اور اس طرح وہ ایسے لوگوں کے لئے روک کا موجب بنیں گے۔ وہ شخص جو روزانہ تبلیغ کرنے میں ان کی نقل نہیں کرتا۔ وہ ان تبلیغ کے لئے اوقات وقف کرنے میں نقل کرے گا اس لئے چاہیئے کہ وہ بھی حصہ لیں۔ اور ضرور لیں۔

تبلیغ ایک ایسا ضروری کام ہے۔ اور ایسے اہم احکام میں سے ہے۔ کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر مسلمان پر اسے فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (۳-۱۰۶) یعنی تم وہ لوگ ہو جو لوگوں کے نفع کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ یہ زید یا بکر سے نہیں کہا گیا۔ بلکہ ساری امت سے کہا گیا ہے۔ پس ہر مومن کا فرض ہے۔ کہ تبلیغ کرے۔ اور تبلیغ کے لئے وقت دے۔ مگر ایک فیصدی بھی احمدی نہیں۔ جنہوں نے وقت دیا ہو۔ اگر کوئی نہ دینے پر مجبور ہو۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ مجبوریاں پیش کر کے ہم سے اجازت لے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ گئے ابھی دو ہی منزل دور گئے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے۔ اور کہا یا رسول اللہ آپ کو جہاد کے لئے جاتے دیکھ کر گھر میں مجھ سے بیٹھا نہیں جاتا۔ سارے مومن تو آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر مجھے کیوں پیچھے رکھا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا پیچھے رہنا کوئی کم اہم کام نہیں۔ تم اسی پر مقرر ہو اسی طرح معذوروں کو اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیئے تا کہ ہم انہیں وہی کہہ سکیں۔ جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا تھا۔ پس یہ مت خیال کرو کہ ہم اپنے گھروں پر تبلیغ کر لیتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اوقات وقف کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب ایک نظام مقرر کیا گیا ہے اور تبلیغی جہاد جماعتی رنگ میں شروع کیا گیا ہے۔ ہر شخص کو اس میں شریک ہونا چاہیئے۔ تا کہ اسے یاد رہے کہ جب خدا تعالیٰ کے لئے اپنے گھروں کو چھوڑنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔ تو اسے پورا کر سکے گا۔"

ناظر دعوت و تبلیغ

قصیدہ در شانِ تفسیرِ کبیر

از جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ - کپورتھلہ

ہیچ تفسیرے ندارد شانِ تفسیرِ کبیر
بارک اللہ وسعتِ فیضانِ تفسیرِ کبیر

دین و دولت متفق با حق و حکمت آمدہ
بنگر ایں مجموعہ را از آنِ تفسیرِ کبیر

حرف حرفش از معارف گنج بر گنجے نگر
لعل و گوہر وا بجو از کانِ تفسیرِ کبیر

ہر گلے بے خار ببینم ہر بہارے بے خزاں
ساحتِ مینوست بالستانِ تفسیرِ کبیر

اہلِ معنی را ہزاراں گوہرِ نایاب داد
موجۂ دریائے بے پایانِ تفسیرِ کبیر

ہر ورق پر نور آمد چوں خورِ نصف النہار
در گذشت از مہر و مہ لمعانِ تفسیرِ کبیر

ہم دریں عالم ببینی جنتِ الفردوس را
یک دو روزے گر شوی مہمانِ تفسیرِ کبیر

در ہمہ اقصائے عالم انتہائے تبلیغِ دیں
عالَم عالَم میرسد فیضانِ تفسیرِ کبیر

وہ چہ گویم وصفِ حسنش مے نیاید در بیاں
مرحبا صلِّ علیٰ تبیانِ تفسیرِ کبیر

"قدرِ جوہر شہ بداند یا بداند جوہری"
رہبرِ قرآں پژوہاں از دبستانِ تفسیرِ کبیر

بہرۂ نصرانیاں از خوانچۂ نان و نمک
بہرۂ عرفانیاں از خوانِ تفسیرِ کبیر

نازشِ اربابِ دولت گنجِ دینار و درم
نازشِ اربابِ دیں عُمّانِ تفسیرِ کبیر

نکتہ سنجاں در تعجب از لطافت ہائے او
فیلسوفاں ہر بسر حیرانِ تفسیرِ کبیر

ہست کافی مصلحِ موعود را خود ایں نشاں
قطعِ حجت میکند برہانِ تفسیرِ کبیر

از علومِ ظاہر و باطن چناں معمور شد
پیشگوئی شد عیاں در شانِ تفسیرِ کبیر

قربِ حق با علمِ قرآں در برابر مے نہند
ہست میزانِ عمل میزانِ تفسیرِ کبیر

مدعیانِ مفسر باہمہ لاف و گزاف
رو نمے آرند در میدانِ تفسیرِ کبیر

تا بداں عالی معارف دستِ دشمن کے رسد
برتر از کیواں بود ایوانِ تفسیرِ کبیر

آبِ کوثر خوانمش یا سلسبیلِ معرفت
صد ہزاراں شکرم احسانِ تفسیرِ کبیر

بر ہمہ خوبانِ عالم آستیں[1] افشاندہ ام
بعد ازیں دستِ من و دامانِ تفسیرِ کبیر

چامہ[2] ہائے دیگراں در مدحِ شاہاں دیدہ ام
چامۂ مظہر ببیں در شانِ تفسیرِ کبیر

[1] آستیں افشاندن بر چیزے - اس کا ترک کرنا [2] چامہ - شعر

وصیتیں

نوٹ: وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تا اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔ (سکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۹۰۷۲ - منکہ فیروز الدین ولد فقیر محمد قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن ادہونگل ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ نومبر ۱۹۴۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میری ماہوار آمد مبلغ -/-/۴۷ روپے ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جسقدر جائداد ثابت ہو۔ یا پیدا کروں۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ کوارٹر ماسٹر حوالدار فیروز دین نمبر ۹۰۲۳۹ امرتسری 8/15 پنجاب رجمنٹ ہیڈ کوارٹر کمپنی A. B. P. O. No. 10 India Command گواہ شد:۔ سلطان احمد لانس نائیک ۱۹۹۸۶ 8/15 پنجاب رجمنٹ۔ گواہ شد:۔ سید حاکم شاہ سپاہی ۲۳۱۹۸۷ 8/15 پنجاب رجمنٹ۔

نمبر ۹۰۷۶ - منکہ مبارک احمد خاں ولد ملک علی احمد خان صاحب مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن دھرم کوٹ رندھاوا ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد موجودہ مندرجہ ذیل ہے۔ ایک ٹکڑا زمین بمقام قادیان دارالامان ایک کنال قیمت خرید مبلغ ۴۰۰ روپیہ۔ نقد ۱۱۰۰ روپیہ علاوہ ازیں میری مبلغ ۸/۴۷ ماہوار تنخواہ ہے جسپر میرا گذارہ ہے میں اسکے بھی 1/10 حصہ کی وصیت کرتا نیز جو جائداد اوپر لکھی گئی ہے اسکے بھی 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ بوقت وفات میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ وصیت کنندہ مبارک احمد خان اوورسیر پی۔ ڈبلیو ڈی وہاڑی منڈی ضلع ملتان۔ گواہ شد:۔ حسام الدین دارالبرکات قادیان۔ گواہ شد:۔ غلام یٰسین انسپکٹر بیت المال۔

نمبر ۸۸۳۲ - منکہ ہاجرہ بی بی زوجہ ملک محمد عبداللہ خانصاحب قوم اعوان عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن دوالمیال ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۷/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ کلنٹے طلائی بمقدار ایک تولہ۔ انگوٹھی طلائی آدھ تولہ۔ ایک عدد سنگر مشین ایک عدد بقیمت ایک سو پچاس۔ میرا حق مہر مبلغ پانچصد روپیہ بذمہ میرے خاوند ملک محمد عبداللہ خانصاحب ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ ہاجرہ بی بی زوجہ ملک عبداللہ خان گواہ شد:۔ عبداللہ خان خاوند موصیہ گواہ شد:۔ ظفر اسلام انسپکٹر بیت المال۔

نمبر ۸۹۱۳ - منکہ مریم بی بی زوجہ مستری محمد عبداللہ صاحب قوم قریشی عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۹/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر -/۴۰۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ میں اسکے 1/8 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ مریم بی بی موصیہ گواہ شد:۔ عطاء اللہ ریٹائرڈ پوسٹماسٹر قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد عبداللہ خاوند موصیہ دارالبرکات۔

نمبر ۸۹۰۴ - منکہ راشدہ مبارکہ بنت محمد یوسف صاحب قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی حال سندھ سیمنٹ ورکس سکھر صوبہ سندھ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۵/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجود جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ ایک جوڑہ آویزہ طلائی اور ایک کلپ طلائی۔ جن کا مجموعی وزن ایک تولہ ۵ ماشہ ہے دونوں زیور گنی گولڈ کے ہیں۔ نقد ۶۵ روپیہ۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے مبلغ پانچ روپیہ ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ اس کا بھی 1/10 حصہ ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ راشدہ مبارکہ موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد یوسف والد موصیہ چیف کیمسٹ سندھ سیمنٹ ورکس سکھر سندھ۔ گواہ شد:۔ سید عبدالقیوم قائد خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ سندھ سیمنٹ ورکس سکھر۔

نمبر ۸۹۸۱ - منکہ عبدالودود فاروقی ولد مولوی عبدالغفور صاحب قوم قریشی پیشہ تجارت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن جے پور شہر ڈاکخانہ جے پور ریاست صوبہ راجپوتانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۸/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں چونکہ میرے والد صاحب بزرگوار زندہ ہیں۔ اس لئے میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ البتہ میں نے حال ہی میں تجارت شروع کی ہے ابتدائی حالت کی وجہ سے آمد منافع کا پتہ نہیں۔ جو کچھ بھی مولا کریم عطا فرماتا رہے گا۔ میں تازیست اپنی آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ سردست جب تک کاروبار کا حساب نہیں ہوگا۔ اپنے ذاتی اخراجات مبلغ یکصد روپیہ کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد:۔ عبدالودود فاروقی حال نفرست اینڈ سٹریز قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد شجاعت علی انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:۔ محمد رفیق 10 Damzan Lane Calcutta

نمبر ۸۹۷۸ - منکہ سنورہ بیگم زوجہ محمد حمید الدین صاحب قوم راجہ قریشی عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن دارالرحمت ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۹/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر بذمہ شوہر خود تعدادی ۲۰۰ روپیہ۔ بند نقرئی قیمتی ۱۶ روپیہ۔ بریچھم نقرئی قیمتی ۲۶ روپے۔ کل ۲۴۲ روپے۔ الامۃ:۔ نشان انگوٹھا سنورہ بیگم موصیہ گواہ شد:۔ محمد حمید الدین شوہر موصیہ۔ گواہ شد:۔ (مفتی) محمد صادق۔

نمبر ۸۴۲۵ - منکہ برکت اللہ ولد شیر محمد صاحب قوم جٹ باجوہ پیشہ کاشتکاری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۶ء ساکن گکھا نوالی۔ ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۸/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ہم تین بھائی ہیں اور ہم دو بھائی احمدی ہیں۔ ایک غیر احمدی ہے۔ اور ہماری تینوں بھائیوں کی زمین دس گھماؤں ہے جسمیں میں 1/3 حصہ کا وارث ہوں۔ اس میں سے 1/10 حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائداد نہیں۔ جسقدر میری پیداوار ہوگی۔ اس کا میں 1/10 حصہ فی ششماہی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اس کے علاوہ میں کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو مجلس کارپرداز کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ اور اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جسقدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ برکت اللہ موصی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ عبداللہ خان احمدی۔ گواہ شد:۔ علی محمد صحابی و موصی انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۸۴۸۶ - منکہ حسن بی بی زوجہ مہر اللہ دتہ صاحب قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۱ء ساکن دیروال ڈاکخانہ خاص ضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۷/۴۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ نقد یکصد روپیہ میرے پاس ہے۔ حق مہر خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ ۳۰ روپے کا لونگ طلائی

نصف تولہ۔ ایک گائے مع بچھڑی قیمتی ۶۰ روپیہ اور ایک بھینس کی ڈی قیمتی ۶۰ روپیہ جس کے نصف حصہ کی میں حصہ دار ہوں۔ برتن صندوق وغیرہ قیمتی ۲۴ روپے۔ ان سب اشیاء کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامتہ:۔ حسن بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔
گواہ شد:۔ عبدالمجید خان ویرووال۔
گواہ شد:۔ مہراللہ دتہ خاوند موصیہ بقلم خود۔

نمبر ۸۷۸۲۔ محمد اسلم خاں ولد اسد اللہ خاں قوم پٹھان یوسف زئی۔ پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی۔ ساکن فتح پور۔ ڈاکخانہ خاص۔ ضلع فتح پور صوبہ یو۔پی حال کانپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰-۵-۳۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں ماہوار آمد بتیس روپے تنخواہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اور آئندہ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

العبد:۔ اسلم خاں بقلم خود
C/o W.P. Vulcanizing Near Impereal Tackes, The Mall
کانپور۔ یو۔پی۔ گواہ شد:۔ سراج الدین

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کانپور۔ گواہ شد:۔ شیخ عبدالغنی آنریری انسپکٹر وصایا۔ نوشہرہ ککے زئیاں۔ گواہ شد:۔ اقبال احمد احمدی طلاق محل کانپور۔

ایک ضروری اعلان

قاضی کلیم الدین صاحب ساکن بیرہ پورہ ضلع بھاگلپور جب سے قادیان سے بطور واقف زندگی منتخب ہونے کے بعد اپنے وطن ایک ضروری کام کیلئے گئے ہیں انکی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ کہ کب تک وہ قادیان آسکینگے۔ رجسٹری خطوط بھی مندرجہ بالا پتہ پر بھیجے گئے ہیں لیکن کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا جس دوست کو انکا علم ہو۔ وہ مندرجہ بالا پیغام ان تک پہنچا کر ان سے اطلاع دفتر تحریک جدید میں بھجوا کر ممنون فرماویں (انچارج تحریک جدید)

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی
معرکتہ الآراء تصنیف
حقیقۃ النبوۃ

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے مسئلہ پر مستند اور سیر حاصل بحث ہے۔ دوبارہ چھپ گئی ہے۔ قیمت تین روپے۔

امتحان دینے والوں کیلئے
پاس ہونے کے ۲۸ گر

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک مختصر رسالہ میں امتحان میں پاس ہونے کے گُر نہایت عام فہم زبان میں تحریر فرمائے ہیں۔ یہ رسالہ ہر طالب علم کو پڑھنا چاہیئے۔ نہایت ضروری اور مفید ہدایات پر مشتمل ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان اور اساتذہ کرام اگر یہ رسالہ منگا کر اپنے طالب علموں میں رائج کریں۔ تو ان کا بہت سا بار ہلکا ہو جائے۔ قیمت ایک آنہ۔

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ آج نئی سنٹرل لیجسلیٹو اسمبلی کا جلسہ شروع ہؤا۔ صدر کا انتخاب جمعرات کو ہوگا۔ اس وقت تک سر کاؤس جی جہانگیر عارضی صدر رہیں گے۔ آج کی کارروائی میں سب سے پہلے سر جہانگیر نے حلف وفاداری اٹھایا۔ اس کے بعد ایگزیکٹو کونسل کے ممبروں نے پھر کانگرس پارٹی اور مسلم لیگ پارٹی کے لیڈروں نے حلف اٹھایا۔ جب کانگرس پارٹی کے لیڈر مسٹر سرت چندر بوس اور مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر مسٹر جناح نے حلف اٹھائے تو تالیاں بجائی گئیں۔

کانگرس کو صدر کے بائیں طرف نشستیں دی گئی ہیں۔ جو اپوزیشن پارٹی کا مقام ہے۔ اور مسلم لیگ کو سامنے کی درمیانی سیٹوں پر بٹھایا گیا ہے۔

کلکتہ ۲۱ جنوری۔ کل گاندھی جی نے ایک تقریر میں بتایا۔ کہ ملک میں سوراج قائم کرنے سے پہلے دو چیزوں کا قیام نہایت ضروری ہے۔ (۱) ملک سے چھوت چھات کو دور کیا جائے۔ (۲) سب پارٹیوں میں اتحاد اور یگانگت پیدا کی جائے۔ اور یہ امر ہر وقت مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ سوراج میں سب پارٹیاں اور قومیں برابر کی شریک ہوں گی۔

لکھنؤ ۲۱ جنوری۔ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے یو۔ پی میں مسلم لیگ ٹکٹ کے لئے ۲۱ امیدوار منتخب کر لئے ہیں۔ باقی امیدواروں کا ابھی انتخاب نہیں ہؤا۔

پیرس ۲۱ جنوری۔ جنرل ڈیگال نے اپنے عہدہ سے مستعفی ہو کر دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ آپ کے مستعفی ہو جانے کی وجہ سے مختلف قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ لیکن اغلب خیال یہ ہے۔ کہ کمیونسٹ پارٹی نے غیر معمولی اقتدار حاصل کر لیا ہے۔ اور وہ اپنی پارٹی کے کسی فرد کو لیڈر بنانا چاہتی ہے۔ "" "" سے مجبور ہو کر آپ نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ آج آپ پیرس سے کہیں باہر جا رہے ہیں۔ اور سیاسیات سے الگ تھلگ رہیں گے

بنگلور ۲۱ جنوری۔ برطانوی پارلیمانی وفد کے کچھ ممبر آج کو چین جاتے ہوئے جہاز کے خراب ہو جانے کی وجہ سے ریاست میسور میں اتر پڑے۔ دیوان صاحب میسور نے ان کو پرتکلف دعوت دی۔ وفد کی دوسری پارٹی حیدرآباد پہنچ گئی ہے۔ کل نواب صاحب چھتاری کی طرف سے آپ کو پارٹی دی گئی۔

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ حکومت ہند کے ایک اعلان میں خوراک کی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ کہ حکومت ہند ایسی تدابیر اور تجاویز پر عمل پیرا ہونے والی ہے۔ جس سے لوگوں کے بود و باش کو بہتر بنانے اور ملک میں زیادہ اناج پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اور جس سے قحط کے اثرات ہمیشہ کے لئے دور ہو جائینگے۔ اور لوگ صحتور اور تنومند ہوں گے۔

لاہور ۲۰ فروری۔ ورنیکلر فائنل و مڈل سکول کا امتحان اس سال یکم فروری کی بجائے ۱۹ فروری سے شروع ہوگا۔

لاہور ۲۰ جنوری۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے حکم دیا ہے کہ پنجاب میں میونسپلٹیوں کے عام انتخابات اکتوبر ۱۹۴۶ء میں ہوں گے۔

لنڈن ۱۹ جنوری۔ مسٹر ہربٹ موریسن نے ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا۔ کہ ہم سلطنت ہر حالت میں قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اس سے لیبر پارٹی کے حلقوں میں بے اطمینانی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ گو مسٹر ہربرٹ مارلیسن کیبنٹ کے ایک اہم ممبر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ایمپائر پارٹی کے نقطۂ نگاہ کی صحیح نمائندگی نہیں کر سکتے۔ اور ان کا یہ بیان غیر ذمہ دارانہ ہے۔ اور پارٹی کو بدنام کرنے والا۔

لدھیانہ ۱۹ جنوری۔ آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں حبیب الرحمٰن اور مفتی نعیم کی طرف سے زیر دفعہ ۵۰۲ دائر کردہ مقدمہ میں مولوی اختر علی ایڈیٹر "زمیندار" اور مسٹر احمد سعید یوسفی سیکرٹری مسلم لیگ نے تحریری معافی مانگ لی۔

لاہور ۲۰ جنوری۔ سونا۔۔۔۔ ۹۰ روپے
چاندی ۱۴۰/- روپے پونڈ ۶۱/- روپے

امرت سر ۲۰ جنوری سونا۔۔۔۔ ۹۳ روپے
چاندی۔۔۔۔ ۱۴۰ روپے۔ پونڈ۔۔۔۔ ۶۱ روپے

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ آج اسمبلی کے بجٹ سیشن کا پہلا دن تھا۔ آج تیسرے پہر کے اجلاس میں حکومت کے خلاف ناراضگی کی تحریک پیش ہوئی۔ یہ تحریک کانگرسی ممبر مسٹر رنگا نے پیش کی تھی۔ آپ نے کہا۔ کہ ہندوستان کو پہلی جنگ میں بھی لیجسلیچر سے استصواب کے بغیر جھونک دیا گیا تھا۔ اور اب انڈونیشیا کی جنگ میں بھی مرضی کے خلاف اسے دھکیلا جا رہا ہے۔ اور مفلوک الحال لوگوں کی آزادی جو انہوں نے بے دریغ قربانیوں کے بعد حاصل کی ہے۔ سلب کرنے کے لئے ہندوستانی فوجوں کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ مسٹر جناح نے بھی اسکی تائید میں تقریر کی۔ جواب میں حکومت کے سیکرٹری نے کہا۔ کہ اس وقت حکومت ہند کی جو پوزیشن ہے۔ وہ بہت نازک ہے۔ موجودہ حالات کو حکومت پسند نہیں کرتی۔ اور جونہی حالت بہتر ہوگی۔ فوجیں واپس بلائی جائینگی۔

بٹاویہ ۲۱ جنوری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ کل سورابایا میں انڈونیشنوں نے فوجی ٹھکانوں پر حملہ کر کے گولیوں کی بوچھاڑ کی۔ جوابی کارروائی کے طور پر گولیاں چلائی گئیں۔ جن کا انڈونیشنوں نے بڑی سختی سے مقابلہ کیا۔ بینڈونگ میں بھی کہیں کہیں گولیاں چل رہی ہیں۔

واشنگٹن ۲۱ جنوری۔ فولاد کے کارخانوں میں کام کرنے والے ساڑھے سات لاکھ مزدوروں نے آج ہڑتال کر دی۔ ہڑتال کرنے والوں کی تعداد اب ساڑھے سولہ لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ امریکہ میں اتنی بڑی تعداد میں کبھی ہڑتال نہیں ہوئی۔

سنگاپور ۲۱ جنوری۔ آج سنگاپور کی عدالت میں ۱۰ جاپانی جنگی مجرموں کے خلاف مقدمہ شروع کیا گیا۔ ان پر الزام یہ ہے۔ کہ انہوں نے ہندوستانی سپاہیوں کو سخت سزائیں دیں۔ حتیٰ کہ ایک کو مار مار کر جان سے ہلاک کر دیا۔

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ آج صبح صوبیدار شنگھارا سنگھ اور جمعدار فتح خاں کے مقدمہ میں فوجی عدالت میں سرکاری گواہ پر بحث جاری رہی۔

مدراس ۲۱ جنوری۔ آج ساڑھے ۴ بجے شام گاندھی جی کلکتہ سے مدراس پہنچ گئے۔

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ حکومت ہند کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ حکومت نے ابتدائے جنگ میں لوگوں سے جو اشیا مستعار لی تھیں۔ اب حکومت ان کو واپس کرنے کو تیار ہے۔ حکومت کی کوشش ہوگی۔ کہ بعینہ وہی چیزیں واپس ہوں۔ ان چیزوں میں قطب نما دوربینیں اور پستول وغیرہ شامل ہیں۔ اس مقصد کے لئے درخواستوں کے ساتھ رسیدیں بھی بھیجنی لازمی ہیں۔ حسب ذیل پتہ پر درخواستیں بھیجی جائیں:۔ ماسٹر جنرل آرڈیننس برانچ جنرل ہیڈ کوارٹر نئی دہلی۔

سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کا مکتوب

دارالامان۔ ۱۹ تبلیغ ۱۳۱۹ ہش۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ میرے باپ کے محسن تھے۔ پھر میرے محسن تھے۔ مولوی عبدالوہاب عمر صاحب میرے محسن زادے ہیں مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ انہوں نے طب کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اور ایک حد تک اس فن میں دسترس بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اور اپنے یگانہ اور یکتا باپ کے چھوڑے ہوئے خزانوں کو بنی نوع کی خدمت کے لئے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اس نیت سے ایک دواخانہ بھی قائم کیا ہے۔ چنانچہ آج میں ان کی خدمت میں حاضر ہؤا اور دواخانہ دیکھا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا بیاض دیکھا۔ اور اس محبوب دستخط کو دیکھ کر دل کی عجیب کیفیت ہوئی۔ جب میں انگلستان میں طالب علم تھا۔ تو اس دستخط میں مجھے نوازا کرتے تھے۔ کبھی ارشد وارجمند باشی سے خطاب فرماتے کبھی ظفر اللہ باشی سے کبھی پیارے بیٹے سے الفاظ کرتے۔ میں کہاں سے کہاں چلا گیا۔ مولوی عبدالوہاب صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اور انہیں اپنے مقدس باپ کا ایک قول یاد کراتا ہوں۔ جو وہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ "میاں اونٹ چالیس اور بوتا پینتالیس" اب ہماری خوشی تو جب پوری ہو جب مولوی عبدالوہاب صاحب اس قول پر عمل کرنے میں پورے ثابت ہو جائیں۔ آمین۔

خاکسار:۔ دی آنریبل سر ظفر اللہ خان